ڈاکٹر محمد جاوید پتافی☆/ڈاکٹر صغریٰ رانا☆☆

علامہ اقبال کی غزل اور جمالیات

Allama Iqbal's Ghazal and Aesthetics

Abstract:

In the Ghazals of Allama Iqbal that he wrote in the initial stage, we find the reflection of new poetic tendencies of Hali and Akbar. But, he chose Dagh Dehalvi for poetic guideline .Gradually Iqbal adopted his unique style. In the 20th century, different themes were added in the Urdu Ghazal. In that period, Iqbal added aesthetic values in his Ghazal. Aesthetic virtues are fruitfully found in his ghazal. He is the adovocate of majaesty and aestheticisim in beauty. Beauty, whether, appers as a symbol of feminine charm is like a colour in the image of the universe and it blesses the melodies of life with inner sorrow. It is prominent in his Ghazals that feminine beauty is perfect in being a feminine. His Ghazal make us realize that love is not a harbinger of destruction buit guaranter of existence. There is such a delicacy in Iqbal's style as creates graceful charm combined with spiritual beauty. In his Ghazal, the tone of majesty gradually overpowers beauty and the element of power become more prominent the Philosophical harmony of his thoughts converts his Ghazals, which are composed of scattered verses into cohenent lyrical expression. None has ever shaped the ghazal in this form. His ghazal possesses the majesty of poetic lyricism which makes the verses sink into the reader's heart.

Keywords: Tendencies, Aesthetic, Virtues, Adovocate, Majaesty, Aestheticisim, Feminine, Melodies, Harbinger Guaranter, Spiritual, Harmony, Cohenent, Lyricism

☆سابق صدر شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج راجن پور☆☆صدر شعبہ اُردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج فار وویمن ڈیرہ نواب صاحب بہاول پور

علامہ اقبال نے جس وقت شاعری کا آغاز کیا حالؔی اور اکبر نے جدید شاعری کو ایک نئے آہنگ سے متعارف کرا دیا تھا۔ ابتدائی دور میں ان کی غزلوں میں ان دونوں کا اثر نمایاں ہے لیکن انہوں نے مشورہ سخن کیلئے داغ کا انتخاب کیا چنانچہ ابتدائی کلام میں استاد کے رنگ کی جھلک نظر آتی ہے۔ اقبال نے رفتہ رفتہ اپنا علیحدہ طرز اختیار کیا۔ بیسویں صدی میں اردو غزل کے موضوعات میں اضافہ ہوا۔ اقبال نے اس دور میں غزل کی جمالیاتی قدروں میں اضافہ کیا۔ جدید غزل میں اس رجحان کے حوالے سے ساحل احمد لکھتے ہیں:

"غزل جدید کی جو تحریک آزاد و حالی نے شروع کی تھی وہ اوائل صدی تک پورے تموج پر پہنچ چکی تھی۔ ان غزلوں میں حیات و کائنات کے وہ تمام نکات موجود ہیں جو ہماری زندگی اور سماج سے متعلقہ رشتوں اور اس کے افادی پہلوؤں کے مشروح و مبلغ ہیں مختلف رجحانوں کے ساتھ ہیت کی تبدیلیوں اور روایت سے انحراف کا جذبہ قوی و توانا ہے۔ فن کے نئے معیار کے جمالیاتی قدروں اور احساس کی جدت میں اضافہ ہوا"(1)

اقبال ایک عظیم شاعر ہیں ان کا اثر غالؔب کی طرح ہمہ گیر ہے۔ انہوں نے غزل کی روایت کو برتا ہی نہیں بلکہ اس کو نئی زندگی سے بھی آشنا کیا۔ انہوں نے حسن و عشق اور معاملات محبت کو ایسے جدید انداز میں بیان کیا ہے کہ ان کے فرسودہ معنی یکسر بدل کر رہ گئے۔ ان کے یہاں عشق سفلی جذبات کی آئینہ داری کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک پاکیزہ قوت اور زندگی کا محرک عمل ہے جو اسے جدوجہد اور سعی د جستجو پر اکساتا ہے۔ ڈاکٹر یوسف حسین خان لکھتے ہیں:

"اقبال کی غزل میں چاہے وہ عشق و محبت کی معاملہ بندی ہی کیوں نہ ہو اایک طرح کی قوت و تازگی کا اظہار ملتا ہے پھر چونکہ اس کی نظر زندگی کے متعلق نہایت وسیع ہے اس لئے لازمی طور پر اس کے رمز و کنائے میں ایک جہان معانی پنہاں ہوتا ہے۔ معانی کے علاوہ محاسن کلام کے ظاہری انداز یعنی لفظی رعایتوں کو برتنے پر بھی اسے پوری قدرت حاصل ہے۔ ایمائی طور پر شاعر اپنے جذبے کو جس کا اسے شدید احساس ہوتا ہے بلند ترین مقام تک پہنچاتا اور اس کو جمالیاتی قدر کے طور پر پیش کرتا ہے اقبال کو اپنے تغزل کے جمالیاتی محاسن کا احساس تھا۔ اقبال کی غزل کی خصوصیت اس کا جوش بیان اور رمزیت ہے۔ الفاظ میں بلا کی ایمائی قوت پوشیدہ ہے۔ وہ حسن ادا کے جادو سے انسانی ذہن کو مسحور کر دیتا ہے (2)"۔

اقبال کا تصور حس بانگ درا سے ارمغان حجاز تک کی غزلوں اور نظموں سے واضح ہے۔ وہ حسن میں جلال اور جمال دونوں کے قائل ہیں۔ حسن چاہے وہ مجاز میں نسائی جلوؤں کو اپنا مظہر بنائے تصویر کائنات میں رنگ کی طرح ہے اور زندگی کے ساز کو سوز دروں کی نعمت سے نوازتا ہے۔ اس طرح ان کی شاعری میں یہ بات بھی عیاں ہے کہ عورت کا حسن عورت رہنے میں ہے۔ اس طرح اقبال نے عورت کو عفت و پاکیزگی کی علامت قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر سعد اللہ علیم اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"علامہ نے بعض مقامات پر حسن کی نسائی پیکر میں تجسیم کی ہے اور اسے صحرائے عرب کی حور' قرار دیتے ہوئے اور صحرائے عرب کے حوالے سے اسے اسلامی عربی تہذیب کی علامت قرار دیا ہے۔"(3)

اقبال کی غزل میں مجموعی طور پر جمال کے مقابلے میں جلال کو زیادہ ابھارا گیا ہے۔ اس کے اسلوب میں نسائی کشش سے زیادہ مردانہ حسن کا تصور ابھرتا ہے لیکن شروع کے زمانے میں ہمیں جمالیاتی پہلو غالب نظر آتا ہے۔

نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں تیرے باریک بینوں میں
سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں (4)

گلزار ہست و بود بیگانہ وار دیکھ
ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ
کھولی ہیں ذوق دید نے آنکھیں تیری اگر
ہر رو گزر میں نقش کف پائے یار دیکھ (5)

اقبال کی غزلوں میں معاملات عشق کا بیان بڑے خوبصورت اور سادہ انداز میں کیا گیا ہے۔ اس کے ہاں یہ جذبہ مجاز سے حقیقت کی طرف جاتا ہے اور اس کے ہاں عشق کا علوی تصور واضح ہے۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو
کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں
بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں(6)

نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی
مگر وعدہ کرتے ہوئے عار کیا تھی
تمہارے پیامی نے سب راز کھولا
خطا اس میں بندے کی سرکار کیا تھی
بھری بزم میں اپنے عاشق کو تاڑا
تری آنکھ مستی میں ہشیار کیا تھی
تامل تو تھا ان کو آنے میں قاصد
مگر یہ بتا طرز انکار کیا تھی (7)

اقبال کے ابتدائی کلام میں سراپا نگاری کا خوبصورت انداز ملتا ہے۔ وہ اپنی غزلوں میں ایک ایسی عورت کو سامنے لاتے ہیں جو سراپا شرم وحیا ہے لیکن عاشق صادق کے جذبات کا بھرم رکھتی ہے۔

کچھ خبر پوچھیں اسیر زلف پیچاں کی مگر
سو زبانیں اس کی ہیں کیا اعتبار شانہ ہے (8)
حیا مانع رہی لیکن ادھر جذب محبت تھا
کسی نے اٹھ کے آخر روزن دیوار سے جھانکا (9)

بن کے آیا ہے ہلال آسماں لیکن
کہاں تیرے ابرو، ترے ناخن، ترے خنجر کا جواب (10)

زندہ کیا جو لب نے تو مارا نگاہ نے
یعنی بقا کے ساتھ ہے قید فنا لگی (11)

اقبال نے اعلی تعلیم کیلئے یورپ کا سفر کیا وہاں قیام کے دوران میں انہوں نے مغرب کے کتب خانوں اور اساتذہ سے استفادہ کیا۔ انہوں نے وہاں کی پری جمالوں کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی عفت ماب عورتوں کا حوالہ بھی دیا ہے۔

نہ پوچھ مجھ سے حقیقت دیار لندن کی
یہ اک جہاں ہے گویا پری جمالوں کا
میں نے اے اقبال! یورپ میں اسے ڈھونڈا عبث
بات جو ہندوستان کے ماہ سیماؤں میں تھی (12)

اقبال کی غزل جمالیاتی حوالے سے ایک پاکیزہ نسائی پیکر کی نشاندہی کرتی ہے۔ عورت ایک پاکیزگی کی علامت ہے۔ انہوں نے اپنی غزلوں میں ہمیں یہ محسوس کرایا ہے کہ عشق و محبت دل کا ماجرا نہیں ذہن کا بھی ہے۔ ان کی غزل ہمیں باور کراتی ہے کہ عشق فنا کا نہیں بقاء کا ضامن ہے۔ معاشرتی طور پر اقبال نے عورت کی اہمیت کو محسوس کیا اور اس کے مقام کا بھی تعین کیا۔ اقبال کی غزل کلاسیکس اور رومانویت کا سنگم ہے اس لئے ان کا اسلوب بھی ان دونوں سے مل کر بنا ہے لیکن اس طرح کہ انہوں نے کلاسیک کے ٹھہراؤ کو وسعت دی اور رومانوی ہیجان میں اعتدال پیدا کیا۔ رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں:

" ان کے اسلوب کا بڑا کمال ہے کہ ان کے اسلوب کی فارسیت انہیں کلاسیک سے قریب کرتی ہے مگر انہوں نے اردو میں فارسی الفاظ اس طرح ملائے ہیں کہ وہ اردو کا قالب اختیار کر گئے ہیں جیسے وہ لفظ فقرہ یا عبارت اردو کے مجملہ اسباب حسن ہوں اور ظاہر ہے جو چیز اردو سے رابطہ پا جائے گی وہ بچشم مست ساقی دام کردن کا نمونہ پیش کرے گی"۔(13)

رومانی ہونے کی حیثیت سے اقبال اپنی زبان کو پر شکوہ الفاظ اور خوبصورت تشبیہات سے سنوارتے ہیں جس سے ان کے اسلوب میں ایک ایسی لطافت پیدا ہوتی ہے جو معنوی حسن سے مل کر شان دلبربائی پیدا کرتی ہے۔ اقبال تشبیہوں کا بادشاہ ہے اور تشبیہ حسن کلام کا زیور ہے۔ وہ غزل کے موضوع کو اپنی خوبصورت تشبیہات سے مزین کرتا ہے اور حسن کو دوبالا کر دیتا ہے۔ اقبال نے اپنی شاعری سے قوم کی تقدیر بدل دی۔ اس کا دور جدید اردو شاعری میں ایک نئی منزل کا نشان ہے۔ اس دور میں وہ محض شاعر نہیں رہے تھے بلکہ انہوں نے مفکر اور بنی نوع انسان کے رہنما کی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ اس دور کی نظموں ہی میں نہیں غزلوں میں بھی یہی فکری عنصر پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ فتح محمد ملک لکھتے ہیں:

"انہوں نے غزل کو قرون وسطی کے تعیش، تفنن اور حیات گریز تصور کی دھندلی اور خواب ناک فضاؤں سے نکال کر عہد جدید کے فکری اور جمالیاتی مطالبات سے ہم آہنگ کیا (14)۔"

علامہ اقبال کی غزل میں جمال پر بتدریج جلال کا رنگ غالب آتا ہے اور قوت کا عنصر نمایاں تر ہوتا جاتا ہے۔ ان کے اشعار میں مردانہ قوت و جلال کے عناصر بڑھتے جاتے ہیں۔ ان کی غزل میں رجائیت کا عنصر پڑھنے والے کو مایوس نہیں ہونے دیتا۔ اقبال کے افکار کی فلسفیانہ ہم آہنگی ان کی غزلیات کو جو متفرق اشعار ہی سے مرتب ہوتی ہیں ایک مربوط غنائیہ بنا دیتی ہیں۔ اس سے پہلے غزل کو اس انداز میں کسی نے نہیں برتا۔ ان کی غزل میں تغزل کی شان موجود ہے جو اشعار کو قاری کے دل میں اتار دیتی ہے۔

حوالہ جات:

1-ساحل احمد، غزل پس منظر پیش منظر (الہ آباد: اردو رائٹرس گلڈ 1976ء)، ص218

2-ڈاکٹر یوسف حسین خان، روح اقبال (لاہور: آئینہ ادب 1984ء)، ص122-123

3-ڈاکٹر سعد اللہ کلیم اردو غزل کی تہذیبی و فکری بنیادیں جلد دوم (لاہور: الوقار پبلی کیشن 2005ء)، ص890

4-علامہ اقبال، کلیات اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان بار سوم 1995ء)، ص130

5-ایضاً، ص124

6-ایضاً، ص13

7-ایضاً، ص124-125

8-ڈاکٹر گیان چند، ابتدائی کلام اقبال بہ ترتیب ماہ و سال، (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس 1988ء) ص45

9-ایضا"، ص46

10- ایضا"ء ص54

11- ایضا"ص46

12- ایضا"ء ص322

13- رشید احمد صدیقی اقبال شخصیت اور شاعری (لاہور، اقبال اکادمی پاکستان1976ء), ص97

14- فتح محمد ملک، تعصبات (لاہور: مکتبہ فنون1973ء)، ص207

References:

1. Sahil Ahmad, Ghazal Pasmanzar Paish Manzar, (Ilahabad: Writers Guild 1976), p. 218
2. Dr. Yusuf Hussain Khan, Rooh-e-Iqbal (Lahore: Aina Adab 1984), pp. 122-123
3. Dr. Saadullah Kaleem, Urdu Ghazal ki Tehzeeb o Fikri Bunyadain, Volume II (Lahore: Al-Qar Publication 2005), p.890
4. Allama Iqbal, Kuliat e Iqbal Urdu (Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 1995), p. 130
5. Ibid, p. 124
6. Ibid, p. 13
7. Ibid, pp. 124-125
8. Dr. Giaan Chand, Ibtadai Kalam e Iqbal ba Tarteeb Mah o Saal, (Delhi: Educational Publishing House 1988), p. 45
9. Ibid, p. 46
10. Ibid, p.54
11. Ibid, p. 46
12. Ibid, p. 322
13. Rasheed Ahmad Siddiqui, Iqbal Shakhsiat aur Shairi, (Lahore, Iqbal Academy Pakistan 1976), p. 97
14. Fateh Muhammad Malik, Taassubat, (Lahore: Maktaba Funoon 1973), p. 207